پروفیسر خالد شبیر احمد
سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام

قسط ۱۵

اکابرِ اسلام اور قادیانیت

پس اس مقابلے میں مجھے اس بات کی کوئی پروا نہیں میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کون سنے گا۔ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لیے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں اور باطل کا سر کچلتے ہوئے اگر میں اور میرے اہل وعیال بھی شہید کر دیئے گئے۔ جس کا اقدام بھی اگر کیا گیا تو سخت نا عاقبت اندیشانہ ہوگا اور خطرناک نتائج پیدا کرے گا۔ ہم کامیاب رہیں گے ناکام نہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ ہمیں اس مقابلے میں پیٹھ پھیرتے نہیں دیکھیں گے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ہماری تائید کرے گا اور اگر آج نہیں تو لوگ آئندہ حقیقت سے آگاہ ہو کر رہیں گے اور ان پر سچائی ظاہر ہو کر رہے گی۔ ہماری قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی۔ اور آپ کے چال چلن سے واقف ہو کر جماعت، خلافت کے حقیقی مفہوم سے آگاہ ہوگی۔ اور آئندہ اپنے انتظام کی بنیاد مستحکم اصولوں پر رکھے گی۔ اور ان فریب کاریوں سے جن میں آپ نے قوم کو رکھا ہوا ہے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو جائے گی۔ کیونکہ دلائل اور حقائق کا مقابلہ لوگ کب تک کریں گے۔

پس میں خدا تعالیٰ کے فضل پر یقین رکھتا ہوں اگر مقابلہ کی صورت پیدا ہوگئی تو تائید الٰہی ان شاء اللہ ہمارے ساتھ ہوگی۔ اور آپ جو بے گناہوں پر ظلم ڈھا رہے ہیں خصوصاً مجھ جیسے گائے کے مانند بے ضرر انسان (آپ مجھے ایک خطبے میں گائے سے مشابہت دے چکے ہیں) کو دُکھ دینے پر تلے ہوئے ہیں، یقیناً یقیناً تائید الٰہی سے محروم رہیں گے۔ کس قدر ظلم ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ یقین ہو جاتا ہے کہ اس کو آپ کی بد چلنی کا علم ہو چکا ہے۔ اس کے پیچھے جاسوس لگوا دیتے ہیں اور انہیں مقرر کرنے سے پہلے یہ یقین دلایا جاتا ہے کہ وہ شخص منافق ہے اس کے نفاق کو روشنی میں لانا ہے اور اب وہ یہ سمجھ کر حلفیہ بتاتا ہے کہ فلاں منافق ہے اگر ہم ایسی رپورٹیں نہ دیں جو اس کے نفاق کی تائید کرتی ہوں تو ہم نالائق سمجھے جائیں گے فوراً اس کی ہر نقل وحرکت، اس کے ہر لفظ وحرف کو اسی رنگ میں ڈھالتے چلے جاتے ہیں اور رپورٹوں پر رپورٹیں بھیجتے چلے جاتے ہیں، جن سے ایک فائل تیار ہوتا رہتا ہے اور اس غریب کو علم بھی نہیں کہ اس کے پکڑنے کے لیے کس کس قسم کا جال بچھایا جا رہا ہے اور وہ اس میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ ایک ذرا سے بہانے پر اس کو پکڑ کر سزا دی جاتی ہے اور گزشتہ تمام رپورٹوں کو بھی دلیل بنا لیا جاتا ہے۔ جنہوں نے اپنی ساری عمر میں تحقیق کی روشنی تک بھی نہیں دیکھی کیا آپ پر جو جماعت کے لیے بطور مصلح ہونے کے مدعی ہیں، یہ فرض نہیں کہ جس شخص کے متعلق پہلی ہی رپورٹ آئے یا آپ کے علم میں اس کے خلاف کوئی بات لائی جائے۔ جس میں اصلاح کی ضرورت ہو تو اسے بُلا کر سمجھائیں اور اس کو غلطی سے نکال کر اس کی اصلاح کی کوشش کریں اور یقیناً ہے۔ لیکن آپ کا ایسا نہ کرنا بتاتا ہے کہ آپ اس شخص کی جس کے خلاف آپ کو رپورٹیں ملتی ہیں اصلاح نہیں چاہتے۔ بلکہ اس کو تباہی وہلاکت کے گڑھے میں دھکیلنے کے خواہش مند ہیں۔ اور فخر الدین صاحب کے کیس

میں بھی کیا یہی کچھ نہیں ہوا۔ کہ ان کے خلاف دو سال سے رپورٹیں جمع کر رہے تھے۔ لیکن کسی ایک رپورٹ کی بھی تحقیق نہیں کی گئی۔ اور اب انہیں موجودہ کیس میں دلیل بنالیا گیا ہے۔ حالانکہ اگر ابتدائی رپورٹ کی ہی تحقیق کر لیتے کو میرا غالب خیال ہے کہ صفائی ہو جاتی اور آپ کو اس قدر لمبے عرصے تک جوتگ و دو کرنی پڑی ہے نہ کرنی پڑتی۔ چنانچہ تفصیلی حالات شائع کرنے پڑ گئے تو آپ کو علم ہو جائے گا کہ اس میں وہ قصووار نہیں بلکہ قصور کسی اور کا ہے جس کا ذکر میں ابھی مناسب نہیں سمجھتا۔ میں آپ کی خدمت میں خدا کا واسطہ ڈال کر اور سلسلے کی عظمت اور حضرت مسیح موعود کی ساری عمر کی محنت کا واسطہ ڈال کر جو آپ نے اس پودا کو لگانے اور اس کی پرورش کرنے میں صرف کی ہے۔ عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ سلسلہ کی عظمت اور اس کی نیک نامی پر کوئی دھبہ نہ لگے اور یہ کہ دشمنوں کو ہنسی کا موقع نہ ملے تو آپ جلد از جلد اپنی سیاہ کاریوں سے توبہ کریں۔ اور یہ مظالم جو آئے دن آپ سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ امید ہے ان کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ میں حیران ہوں کہ آپ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جب اس طرح پرانے آدمیوں کو نکالتے چلے جائیں گے تو کیا کبھی بھی لوگوں کی آنکھیں نہیں کھلیں گی اور کبھی بھی ان کو خیال نہیں پیدا ہوگا کہ کیا وجہ ہے کہ اتنے پرانے مخلص دوست آپ کی ذات پر اتہام لگانے کے جرم میں جماعت سے الگ کئے جاتے ہیں اور ہر چند سالوں بعد کوئی نہ کوئی دوست آپ کی ذات پر اتہام لگانے لگ جاتا ہے۔ یاد رکھیں یہ بات ضرور ان کی توجہ کو تحقیق کی طرف پھیر دے گی اور پھر آپ کی خیر نہیں۔ اس لیے آپ فوراً ان باتوں سے توبہ کر کے اپنے اوپر اور سلسلہ پر رحم کریں اور اس لڑکے کا وہ قول کہ جو اس نے امام ابوحنیفہ کو کہا تھا کہ ''میں پھسلا تو اکیلا ہی پھسلوں گا لیکن آپ اپنے پھسلنے کی فکر کریں اگر آپ پھسلے تو کئی آدمیوں کو ساتھ لے ڈوبیں گے۔'' ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

میں آپ کو صاف طور پر بتا دینا چاہتا ہوں کہ فخر الدین صاحب کو نکالنے میں آپ نے سخت غلطی کی ہے اور جلد بازی سے کام لیا ہے۔ اس کو آپ کے چال چلن کے متعلق بہت سے واقعات معلوم ہیں اور اس نے اس کی اشاعت سے باز نہیں آنا، صرف واقعات ہی نہیں بلکہ ان تمام اشخاص کے نام بھی شائع کرے گا۔ جنہوں نے آپ کی بدچلنی کی نہ صرف شہادتیں دی ہوئی ہیں بلکہ کئی واقعات بھی اپنی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہوئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ نہ صرف وہ آپ کو حیران کر دینے والی ہوگی بلکہ دنیا کو بھی حیرت میں ڈال دے گی۔ اور جماعت میں قیامت خیز زلزلہ برپا کر دے گی پھر ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جن کو جھٹلانا یا جن کو جماعت سے نکالنا مشکل ہو جائے گا۔ آخر ان لوگوں کو سچی گواہی دینا پڑے گی۔ خصوصاً جب ان سے ''تریاق القلوب'' والی قسم کا مطالبہ کیا جائے گا۔ اگر چپ رہیں تب مشکل، اگر جھوٹ بولیں تب مشکل۔ عجب مخمصہ میں ان کی جان پڑ جائے گی۔ آخر وہ مجبور ہونگے۔ ان واقعات سے انکار نہیں کر سکیں گے۔ اور اس کے نتیجے میں جو مشکلات پیدا ہوں گی۔ اس کا اندازہ آپ خود ہی لگا سکتے ہیں کہ ابھی تو گھر میں ہی بات ہے۔ اندر ہی اندر اور بغیر کسی کو علم دیے دبائی جا سکتی ہے اگر ایک دفعہ ہاتھ سے نکل گئی تو پھر اس کا دبانا ناممکن ہو جائے گا۔ میں نے عین وقت پر آپ کو بتا دیا ہے۔ ''فقد اعذر من انذر'' پس آپ وقت ہاتھ سے نکلنے سے قبل اصلاح کر لیں۔ اور اپنی غلطی کو واپس لے لیں

ورنہ پھر پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت کی مثل صادق آئے گی بجز کفِ افسوس ملنے کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔ (۱)

حاشیہ (۱)

یہ فخر الدین ملتانی، مظہر ملتانی کے والد ہیں جنہوں نے ''کمالاتِ محمودیہ'' کے نام سے وہ سب کچھ لکھ دیا ہے جس کا تذکرہ شیخ عبدالرحمٰن مصری اپنے اس خط میں کر رہے ہیں اور مرزا بشیر الدین محمود کو فخر الدین ملتانی سے صلح کر کے اپنے اس حکم کو واپس لینے کی تلقین کر رہے ہیں جس کے تحت فخر الدین ملتانی کو جماعت سے خارج کر دیا تھا۔ مرزا بشیر الدین بھلا ان باتوں کے ماننے والے کہاں تھے۔ انہوں نے فخر الدین ملتانی کے ساتھ کیا کیا۔ یہ کہانی ایک دوسری کتاب ''دورِ حاضر کا مذہبی آمر'' میں راحت ملک صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں۔

فخر الدین ملتانی کا قتل: ''ابھی مصری صاحب کا سلسلہ جاری تھا اور میاں محمود صاحب کا سرکاری اخبار ''الفضل'' ان پر گند اچھالنے میں مصروف تھا کہ فخر الدین ملتانی نے جو میاں صاحب کے بڑے مخلص مرید تھے اور جنہوں نے ذاتی مشاہدات کی بنا پر جماعت احمدیہ سے علیحدگی اختیار کی تھی ایک پمفلٹ بعنوان ''فحش مرکز'' لکھا۔ جس میں میاں موصوف کی پرائیویٹ زندگی پر تنقید کی اور اسے فحش قرار دیا جس پر میاں محمود صاحب کے اخبار ''الفضل'' نے چند مضامین لکھے اور بڑے دردمندانہ انداز میں اپنی ''مظلومیت'' کا رونا رویا اور ساتھ ہی اپنے مریدوں کو پُر امن رہنے اور اشتعال میں نہ آنے کی تلقین کی اور اس قسم کی تلقین بار بار کی جس کا مقصد اس اقدام کا حفظِ ماتقدم تھا جس کا انہوں نے پروگرام مرتب کیا تھا۔ چنانچہ چند ہی روز بعد فخر الدین ملتانی صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ جس پر وہ ہسپتال میں جا کر فوت ہوگئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے چند غنڈوں کو روپیہ دے کر انہیں مروا دیا تھا۔ چنانچہ جس غنڈے نے انہیں قتل کیا تھا جب عدالت نے اسے سزائے موت دی اور تختۂ دار پر لٹکایا گیا تو خود میاں بشیر الدین محمود صاحب نے اس کا جنازہ بڑی دھوم دھام سے نکلوایا اور اسے بڑی شان و شوکت سے دفن کیا گیا۔ جس دن فخر الدین ملتانی فوت ہوئے اس سے چند ہی روز بعد ''الفضل'' میں ایک مضمون شائع کیا گیا۔ جس میں مقتول کے گناہ گنے گئے اور اسے مجرم گردانا گیا۔ جس کا ایک ہی مطلب ہے کہ وہ فخر الدین ملتانی کے قتل میں شاطر سیاست (مرزا بشیر الدین محمود) کا ہاتھ تھا۔ ان دنوں ہندوستان پر سفید فام اجنبی حکمران تھا اور میاں صاحب ان کے پرانے خدمت گار تھے۔ لہٰذا اخبارات نے شور مچایا لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ فخر الدین ملتانی آنجہانی ہوگئے اور دنیا میاں محمود احمد صاحب کے ان الفاظ کا مفہوم سمجھنے میں مصروف رہی ''کہ احباب پُر امن رہیں'' بہت سے لوگوں نے اس کا مفہوم سمجھ بھی لیا۔ لیکن

انگریز حکمرانوں نے انہیں سمجھتے ہوئے بھی کچھ نہ سمجھنے دیا اور شاطر سیاست کا کارواں چلتا رہا۔ قصرِ خلافت کے لیے خلوت کدے جگمگاتے رہے اور شیطان انسانوں کی غفلت شعاری، اندھی عقیدت اور شخصیت پرستی پر مسکراتا رہا۔ ''الفضل'' کے صفحات فخر الدین ملتانی کو ظالم اور مجرم گردانتے رہے اور اپنی مظلومیت اور خلافتِ مآب کی معصومیت کا ڈھنڈورہ پیٹتے رہے اور اس مظلوم شخص کی روح کسی کا یہ شعر الاپتی ہوئی سوئے گردوں پرواز کرتی گئی ؎

''یہ معترف ہے جہاں جس کی پارسائی کا
وہ میکدے میں کئی بار مجھ سے ٹکرائے''

(''دورِ حاضر کا مذہبی آمر'' مصنف راحت ملک ص۹۱، ۹۲)

ان تمام باتوں کو خدا کے لیے کسی دھمکی پر محمول نہ کریں۔ بلکہ اسے مخلصانہ نصیحت سمجھیں اور اسی رنگ میں پڑھیں۔ میری غرض محض اصلاح ہے اور سلسلہ کو بدنامی سے بچانا ہے۔ میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلہ کے نظام کو توڑ دیا جائے یا اس کے نقائص پبلک میں آئیں اور دشمنوں کو خوشی ہو۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ نئے نظام کے قائم کرنے میں کس قدر مشکلات ہوں گی اور اس کو توڑنے میں کس قدر خطرات پیش آئیں گے۔ گو آپ اپنی بدچلنی کی وجہ سے معزول ہونے کے قابل ہیں، لیکن چونکہ جماعت آپ کے ہاتھ میں اپنے نظام کی باگ ڈور دے چکی ہے اس لیے یہ آپ کے ہاتھ میں رہے، پس بہت جلد کسی مناسب طریق سے فخر الدین والے اعلان کو واپس لے لیں اور سلسلہ کو بدنامی سے بچا لیں۔ آپ کی بدچلنی کے متعلق جو کچھ میں نے لکھا ہے اس کے متعلق ایک بات میرے دل میں کھٹکتی رہی ہے۔ اس کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں اور یہ کہ ممکن ہے جس چیز کو ہم زنا سمجھتے ہیں آپ اسے زنا ہی نہ سمجھتے ہوں اور آپ کو چونکہ قرآن شریف کے عارف ہونے کا دعویٰ ہے اس لیے ممکن ہے آپ کی باریک بین نظر نے شریعت سے ان افعال کے متعلق، جن کے آپ مرتکب ہیں، کوئی جواز کی صورت نکال لی ہو۔ پس اگر ایسا ہے تو مہربانی فرما کر مجھے سمجھا دیں۔ اگر میری سمجھ میں آ گئی تو میں اپنے سارے اعتراضات واپس لے لوں گا۔ اسی طرح فخر الدین صاحب کے متعلق بھی اگر آپ مجھے یہ سمجھا دیں کہ وہ فی الحقیقت پیغامیوں اور احراریوں سے ملا ہوا ہے تو میں اس سے فوراً قطع تعلق کر لوں گا اور اس سے قطعاً کوئی ہمدردی مجھے نہیں رہے گی۔ کیونکہ سلسلہ مجھے سب تعلقات پر مقدم ہے لیکن اگر آپ اپنی اصلاح نہ بھی کریں اور مجھے بھی نہ سمجھائیں تو پھر میں مجبور کہ آپ کو ان معنوں میں خلیفہ نہ سمجھوں کہ آپ حضرت مسیح موعود کے ان کے روحانیت میں نائب ہیں اور اس وقت تک آپ کی اصلاح کا مجھے یقین ہو جائے۔ میں آپ کے ذاتی چال چلن کے معاملے کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے یہ سمجھوں گا کہ میں ایک ایسی ریاست میں رہ رہا ہوں جس کا والی بدچلن ہے۔ جو احکام والی کی طرف سے صادر ہوں گے، ان کی تعمیل حسبِ استطاعت کرتے رہیں گے۔ پس ٹھیک اسی طرح میں آپ کو جماعت کے نظام کا ہیڈ یعنی افسر بالا سمجھ کر سلسلہ کی خدمت، جو میرے سپرد ہوگی۔ کما حقہ

بجالاؤں گا۔ بشرطیکہ آپ کی طرف سے اس میں بھی روکیں نہ ڈالی جائیں۔ جیسا کہ اب آپ ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے میرے سٹاف کے ممبروں اور میرے طلباء کو میرے اوپر جاسوس مقرر کیا ہوا ہے اور ایسے آدمیوں کو مجھ پر مسلط کیا ہوا ہے' جن کو انتظامی طور پر مجھ سے تکلیفیں پہنچی ہوئی ہیں۔ جو دشمنی اور انتقام کے جذبات اپنے دلوں میں میرے خلاف رکھتے ہیں اور آپ بھی انہیں اچھی طرح جانتے ہیں۔ ایسی حالت میں قطعاً میرا کوئی رعب سٹاف پر رہ سکتا ہے نہ طلباء پر (۱) پس اگر آپ چاہتے ہیں کہ سلسلہ کے کام میں جو میرے سپرد ہے۔ نقص پیدا نہ ہو تو جاسوس دور فرمائیں اور میری (Prestege) کو دوبارہ قائم کریں۔ ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ میرے کام کو آپ خود عمداً خراب کر کے مجھ پر انتظامی رنگ میں گرفت کرنا چاہتے ہیں اور یہ سب کچھ اس لیے کہ اصل سبب لوگوں کی نظر سے اوجھل رہے۔ اور اس پر پردہ پڑا رہے یہ راہ بھی میں بطور تنزل اختیار کرنے پر تیار ہوں اور وہ بھی محض اس لیے کہ جماعت کو فتنہ سے بچانے کے لیے میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ رہے۔ میں آپ کی بدچلنیوں کی وجہ سے آپ سے علیحدہ ہوسکتا ہوں لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود کے لائے ہوئے عقائد و تعلیم پر قائم ہو، بجز اس جماعت کے' جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس لیے میں دو راہوں میں سے ایک کو ہی اختیار کرسکتا ہوں یا تو میں اس جماعت کو صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کرا کے نئے خلیفہ کا انتخاب کراؤں اور یہ راہ پرازخطرات ہے۔ یا جماعت میں آپ کے ساتھ مل کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے اور اب یہ آپ کی مرضی پر موقوف ہے کہ آپ مجھ سے شقِ اوّل اختیار کروائیں یا دوسری شق اختیار کروانے کی صورت ہو تو اس میں آپ پر یہ فرض ہوگا کہ مجھ پر جو حملے آپ نے کیے ہیں اس کا ازالہ بھی خود ہی کسی مناسب طریق سے کریں۔ میں اس جگہ اس بات کا اضافہ کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ میں آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ مختلف ذرائع سے ہر علم ہو چکا ہے کہ آپ ''جنبی'' ہونے کی حالت میں ہی بعض دفعہ نماز پڑھانے آجاتے ہیں۔ ہاں اگر کسی موقع پر پڑھنی پڑ جائے تو میں فتنہ نہیں ڈالوں گا۔ اس وقت پڑھ لوں گا لیکن علیحدگی میں جا کر دہراؤں گا۔

(یہ خط دس (۱۰) کو لکھا گیا اور گیارہ (۱۱) کو بھیجا گیا)

والسلام

عبدالرحمٰن

۱۰/جون ۱۹۳۷ء

(جاری ہے)

۱؎ (موصوف قادیانی تھے اور قادیانی سکول میں ہیڈ ماسٹر بھی تھے۔ مصنف)